OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

علامہ محمد اقبال اور سر سید احمد خان کے مابعد الطبیعیاتی تصورات کا تقابلی مطالعہ

محمد مظہر سعید
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
ڈاکٹر شاہد اقبال کامران
پروفیسر/چیئرمین، شعبہ اقبالیات ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، اسلام آباد

Abstract

Allama Muhammad Iqbal and Sir Syed Ahmad Khan were the prominent personalities of their eras. Both have worked on the concept of metaphysics and had given a new approach of metaphysics to the Muslim Society. The ideas of both the sages were clear, comprehensive and detailed and based Quran as primary source of knowledge. In this regard Sir Syed Ahmad Khan wrote his famous Tafseer-ul-Quran. Allama Iqbal gave a special place to the traditions of Prophet (PBUH) regarding metaphysics but Sir Syed Ahmad Khan abstained from referring the same. A detailed analysis of ideas of metaphysics of both the personalities is given in detail.

علامہ اقبال اور سر سید احمد خاں اپنے دور کی عہد ساز شخصیات تھیں۔ دونوں نے اپنے طریقے اور علم سے مابعدالطبیعیاتی تصورات پیش کیے۔ دونوں شخصیات نے اپنے مابعدالطبیعیاتی تصورات سے مسلمان معاشرے کو ایک نئی جہت دی جو واضح ، جامع اور تفصیلاً بیان کیے گئے۔ اس ضمن میں سر سید احمد خاں نے تفسیر القرآن بھی تیار کی۔ دونوں نے قرآن کو علم کا بنیادی ماخذ قرار دیا۔ علامہ اقبال نے احادیث مبارکہ کو بھی مابعدالطبیعیاتی تصورات کو سمجھنے کیلئے ایک ماخذ قرار دیا جبکہ سر سید احمد خاں نے اس سے اجتناب کیا۔ دونوں کے چند مابعدالطبیعیاتی تصورات کا تقابلی مطالعہ پیش کیاجاتا ہے۔

علامہ اقبال اور سر سید احمد خان نے اپنے اپنے عہد میں مابعدالطبیعیاتی تصورات پیش کیے۔ دونوں کے تصورات جامع ، واضع اور مفصلاً پیش کیے گئے ۔ دونوں شخصیات نے آیات قرآن مجید کی تعبیر و تفسیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ سر سید نے تفسیر القرآن بھی تحریر کی۔ علامہ اقبال نے احادیث مبارکہ کو بھی بنیادی ذریعہ تصور کر تے ہوئے ان کو بھی اپنے مابعدالطبیعیاتی تصورات میں خصوصی جگہ دی لیکن سر سید نے ان احادیث کو حوالہ بنانے سے گریز کیا۔

دونوں شخصیات کے پیش کردہ مابعدالطبیعیاتی تصورات کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جا تا ہے۔

توحید

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ(۱) اَللّٰهُ الصَّمَدُ(۲) لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ(۳) وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾[1]

(آپؐ ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کمال ذات و صفات میں ایک ہے اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے)

اس کا مطلب ہے اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے یہ وہ شمع ہے جس کی روشنی میں سیرت و کردار کے تمام گوشے جگمگا اٹھتے ہیں یہ پورے دین کا احاطہ کرتی ہے ۔ توحید ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور ہر طرح کے شرک سے دامن بچائے رکھیں یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں ۔ اسلام نے شرک سے روکا ہے اور اس کو بہت بڑا ظلم قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ﴾[2]

(یعنی جس نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کیا وہ گویا آسمان کی بلندیوں سے گرا اور پستیوں میں آرہا۔)

ایک مقام پر ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾[3]

(اللہ اس کو ہر گز معاف نہ کرے گا اس ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جس کے جو گناہ چاہے گا بخش دے گا۔)

خدا تعالیٰ کو واحد ماننا اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا توحید کہلاتا ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں صرف وہی عبادت کے لائق ہے وہی خالق و رازق ہے زندگی اور موت اسی کی طرف سے ہے۔

وہی خدا تعالیٰ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

﴿خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾[4]

(اس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمھارے نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور اسی کے پاس سب کو لوٹنا ہے۔)

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ہے ۔ اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا، شامل کرنا، شرک ہے اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[5]

(اے محمد ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے یوں کہے اے اللہ تعالیٰ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں ملک کے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور آپ جس کو چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز ہر قدرت رکھنے والے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سب کو پیدا کیا بلکہ وہ رب العالمین بھی ہے سب کو رزق دیتاہے اور پالتا ہے قرآن مجید میں ہے۔

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾[6]

(بلاشہ تمھارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ ایام) ادوار (میں پیدا کیا پھر عرش یعنی تخت شاہی پر متمکن) قائم (ہوا وہی) اللہ (ہے وہ ہر کام کی مناسب تدبیر کرتا ہے اس کے سامنے کوئی سفارش کرنے والا سفارش نہیں کر سکتا بدون اس کی اجازت کے ایسا اللہ تمھارا حقیقی رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو اور شرک مت کرو کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے ۔)

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[7]

(اور اللہ کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ قادر مطلق ہے تمام اختیار اسی کے ہیں۔)

ہر قسم کے اختیار اس کی ذات میں مرتکز ہیں جن کو وہ اپنی مرضی سے بروئے کار لاتا ہےاور اللہ تعالیٰ کے بیان کیے گئے ارشادات و قوانین کو بدلنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرما دیا جو قانون بنا دیا وہ امر ہے اگر تبدیلی ممکن ہے تو وہ بذات خود ہی کر سکتا ہے

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾[8]

(اور آپ کے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے اس کا کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سن رہے ہیں اور خوب جان رہے ہیں۔)

﴿لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ﴾ اللہ کی باتوں) قوانین و احکام (کو بدلنے کی طاقت کسی میں نہیں قرآن و حدیث کی رو سے یہ بات مسلمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی حکمران ہے۔ ان الحکم الا اللہ یعنی اصل حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ تمام اختیارات کا مالک ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴾[9]

(اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ان میں بھی اور اللہ ہی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے::

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾[10]

(کیا تم نہیں جانتے اللہ ہی کے لیے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جس کو چاہیں معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔)

سورۃ الرعد میں میں ارشاد خدا وندی ہے:

﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ﴾[11]

(وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا اور عالی شان والا ہے۔)

ان مندرجہ بالا آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ وحدہ لاشریک ہے وہ خالق کائنات اور رب العالمین ہے اس کی ذات و صفات یکتا ہیں وہی پیدا کرتا ہے وہی مارتا ہے ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ ہر چیز پر قادر و مطلق ہے۔

دونوں شخصیات علامہ اقبال اور سر سید احمد خان نے اپنے مابعدالطبیعیاتی تصورات کی ابتدا نظریہ توحید سے کی ہے۔

۱۔ علامہ اقبال نے توحید کو تمام چیزوں کا منبع قرار دیا ہے یعنی ہر بات کا تعلق خدا کے ایک ہونے سے ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کو ایک مان لیتا ہے تو باقی باتیں بے معنی ہو جاتی ہیں وہ کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا ۔ اس کے دل سے خوف ختم ہو جاتا ہے اور وہ ہر بات کو اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ قرآن پاک نے جو توحید کا بلند معیار قائم کیا ہے اس کی جھلک کسی دوسری آسمانی کتاب میں دکھائی نہیں دیتی ۔ اسلام نے انسان کو سکھایا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی پرستش نہ کی جائے کسی کو معبود نہ بنایا جائے سوائے اللہ کے ہر چیز کی نفی کر دی جائے۔ اس سے خدا کی عظمت اور وحدانیت کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ توحید وحدت افکار اور وحدت کردار کے مجموعے کا نام ہے۔

علامہ اقبال کے انگریزی خطبات "Reconstruction of Religious thought in Islam" میں تیسرا خطبہ : ذات الٰہیہ کا تصور اور حقیقت دعا "The Concept of God and meanging of prayer" کے نام سے موسوم ہے۔ انھوں نے توحید کو ذات الٰہیہ کا تصور(تصور ذات باری) کے نام سے پیش کیا ہے۔

سر سید احمد خان نے نظریہ توحید کو اعتقادی بااللہ اشہدان لاالہ الااللہ کے طور پر پیش کیا ہے۔

سر سید کہتے ہیں کہ:

”میں نہایت سچے دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ تمام عالموں کا بنانے والا کوئی ہے اور اسی کو ہم کہتے ہیں اللہ ۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اس کا ہونا ضروری ہے اور اس کا نہ ہونا ممکن نہیں۔ وہ سب سے بڑا ہے اور تمام صفات کمال اس کی ذات میں موجود ہیں۔ اس کا سا کوئی نہیں نہ ہونے میں کیونکہ ہونا اس کی ذات ہے اور نہ کسی کی صفت میں کیوں کہ اس کی تمام صفتیں ہی اس کی ذات ہے وہ زندہ ہے نہ جان سے بلکہ اپنی ذات سے۔ وہ جانتا ہے نہ کسی جاننے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ دیکھتا ہے نہ کسی دیکھنے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ سنتا ہے نہ کسی سننے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ بولتا ہے نہ کسی بولنے والی چیز سے بلکہ اپنی ذات سے وہ تمام نقصانوں سے پاک ہے اور تمام عیبوں سے بے عیب ۔ یہ مثل ہے کہ بے عیب ذات خدا کی ہے بالکل اس پر ٹھیک ہے تمام مخلوقات کا وہی مالک ہے اور تمام معلومات کا وہی عالم ہے سب ممکن چیزوں پر قادر ہے۔ الحہ القائم ہے دانا و بینا ہے نہ اس کا کوئی مشابہ ہے اور نہ اس کا کوئی مصاحب اور مدد گار اور نہ اس کی مانند کوئی ہے اور نہ اس کا کوئی شریک۔“ [12]

۲۔ علامہ اقبال نے اپنے تیسرے خطبے کی ابتدا ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے کی ہے اور اس کی مزید وضاحت کے لیے انھوں نے سورۃ الاخلاص پیش کی ہے" کہہ دواللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا۔ اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں۔"

سر سید نے بھی اپنے تصور کی بنیاد اعتقادی با اللہ یعنی خدائے واحد کی ذات و صفات کے اقرار پر رکھی ہے۔ وہ اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس میں توحید کا عقیدہ مکمل ا ور پاکیزہ صورت میں موجود ہے۔

سر سید " مقالات سر سید حصہ دہم"میں تحریر کرتے ہیں:

"وہی بیمار کو اچھا کرتا ہے اور وہی سب کو رزق پہنچاتا ہے وہی بلاؤں کو ٹالتا ہے اور وہی خوشیوں کو لاتا ہے مگر یہ سب باتیں اپنے قانون قدرت کے مطابق کرتا ہے اس کا قانون قدرت کبھی ٹوٹتا نہیں ۔ وہ ہر طرح کے قانون قدرت کے بنانے پر قادر ہے مگر جو قانون قدرت کہ اس نے بنا دیا پھر اس کے بر خلاف کچھ ہوتا نہیں۔[13]"

سر سید توحید ہی کے سلسلے میں مزید لکھتے ہیں:

"وہ کسی میں سماتا نہیں اور نہ کسی میں ملتا ہے اس میں تعدد و حدوث آ ہی نہیں سکتا نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں، اس کا تعلق متعلقات سے بھی حادث نہیں ہے بلکہ ظہور متعلقات سے ان کے وقتوں میں وہم حدوث اور خیال تعدد ہوتا ہے مگر اس میں نہ حدوث ہے اور نہ کسی طرح کا تعدد ۔وہ نہ جو ہر ہے نہ عرض نہ جسم ہے نہ کسی محدود جگہ میں ہے نہ کسی جگہ ہے نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں ہے یا وہاں ہے نہ اس میں حرکت ہے اور نہ اس پر سکون کا اطلاق ہو سکتا ہے اور نہ اس کی نسبت کسی جگہ سے آنا اور کسی جگہ میں جانا بولا جا سکتا ہے اس کے لیے کوئی طرف وسمت متعین نہیں۔" [14]

علامہ ا قبال "Islam as an Ethical & A Political Ideal" میں خدا کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"The Truth is that Islam looks upon the universe as a reality and consequently recognizes as reality all that is in it. Sin pain and sorrow and struggle are certainly real but Islam teaches the Evil is not essential to the universe. The universe can be reformed and the elements of Sin and Evil can be gradually eliminated. All that is in the universe is God's. [15]

۳۔ علامہ اقبال نے اپنی تصنیفات میں مختلف عنوانات کے تحت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو آشکار کیا ہے ان کی نظمیں" صبح "، لاالہِ الااللہ،" توحید "،" نکتہ توحید"،" الارض للہ "وغیرہ توحید اور تصورات ذات باری تعالیٰ پر شاہکار سمجھی جاتی ہیں۔

علامہ اقبال ضرب ِ کلیم "لاالہ الا اللہ"میں تحریر کرتے ہیں:

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند بہار ہو کہ خزاں لاالہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں مجھے ہے حکم اذاں لاالہ الا اللہ[16]

اقبال ضرب کلیم کی نظم" آفرنگ زدہ "میں تحریر کرتے ہیں:

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا
وجود کیا ہے فقط جوہر خودی کی نمود کہ اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا[17]

اقبال ضربِ کلیم کی نظم " تصوف"میں لکھتے ہیں:

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں
عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری فروغ صبح پریشان نہیں تو کچھ بھی نہیں[18]

سر سید احمد خان اس بات کا سچے دل سے اقرار کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ تمام عالموں کو بنانے والا کوئی ہے اور اسی کو اللہ کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا ہونا ضروری ہے اور نہ ہونا ممکن نہیں ہے وہ سب سے بڑا ہے اور تمام صفات کمال اس کی ذات میں موجود ہیں۔

سر سید اعتقادی باللہ کے متعلق مزید رقمطراز ہیں:

"مرنے کے بعد مومنین و موحدین اس کو دیکھیں گے وہ ایک ایسا روحانی انکشاف ہو گا جو عقلی تصدیق سے جیسے کہ اس دنیا میں ہم رکھتے ہیں۔ بدر جہا بڑھ کر ہو جس کی نسبت عرف عام میں آنکھوں سے دیکھا کہا جا تا ہے مگر اس رویت کے لیے نہ سمت ہو گی نہ یہ بصیر، نہ صورت ہو گی، نہ شکل ، نہ رنگ ہو گا، نہ کوئی ڈھنگ، نہ مقابلہ ہو گا ، نہ آمنا سامنا محض ہو کا مقام ہو گا۔ کفر و معاصی کا بھی اسی قانون قدرت کے موافق وہی خالق ہے مگر اس نےاپنے قانون قدرت سے انسان کو ایسا بنایا ہے جس میں ان سے بچنے کی قدرت رکھی ہے اس لیے اگرچہ ان کا خالق ہے مگر خود انسان اپنی قدرت و اختیار سے ان کا کاسب ہے گو کہ بلحاظ قانون قدرت کا سب کا بھی خدا ہی پہ اطلاق ہو سکے مگر اس کو نہ کفر و معاصی سے کچھ نقصان ہے نہ عبادت کی حاجت۔[19]"

۴۔ اقبال نے توحید کو انسانی آزادی حریت اور مساوات کا عنوان قرار دیا اور وہ توحید کو تمام چیزوں کا منبع قرار دیتے ہیں یعنی ہر بات کا تعلق خدا کے ایک ہونے سے منسلک ہے۔ جب کوئی شخص یا فرد خدا کے ایک ہونے کا اقرار کرکے اس کے ہاں سر سجودہو جاتا ہے تو پھر وہ سر کسی

اور کے آگے نہیں جھکتا ۔ اس کے دل و دماغ سے ظالم غاصب لوگوں کا خوف بھی جاتا رہتا ہے۔ وہ کسی فرعون کو بھی خاطر میں نہیں لاتا البتہ اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل میں یتیم، مسکین، غریب اور نادار لوگوں کیلئے ہمدردی کے جذبات پیدا کر دیتا ہے۔ سر سید بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اس کی ذات کو فنا نہیں ، ہر ذی روح ختم ہو جائے گی۔ اسی کی طرف لوٹ کر جائے گی دنیائے کائنات کی تمام خوبیاں ، رنگینیاں اور ہلچل اسی کی بدولت ہے۔

۵۔ علامہ اقبال کے نزدیک اسلام نے انسان کو سکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ ہر جگہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

سر سید کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی سمت متعین نہیں۔ اس کا عرش ہر ہونے کا مطلب صرف اس کی بڑائی کا خیال دلاتا ہے ورنہ تو اوپر ایک اضافی سمت ہے جو ہمارے لیے اوپر کی سمت ہے وہ دوسرے کے لیے نیچے کی سمت بھی ہو سکتی ہے مگر اللہ کا عرش پر ہونا اس کی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔

سر سید توحید کے لیے تحریر کرتے ہیں

"پس جو وو ظلم کی نسبت اس کی طرف نہیں ہو سکتی وہ اپنی مخلوق کو پیدا کرتا ہے جس طرح کہ اس کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے عدل و حکمت کے لیے ہر ایک کو اسی کے حال کے حال میں دیکھنا چاہیے نہ نسبتاً کیوں کہ عدل و حکمت نسبتی چیز نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے لیے بہ منزلہ اس کے خاصہ کے ہے جس کی تعریف میں آیا ہے ما یوجد فیہ ولا یو جد فی غیرہ۔"[20]

۶۔ علامہ اقبال نے نظریہ وحدت الوجود اور نظریہ وحدت الشہود پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ان کی بہت سی نظمیں نظریہ وحدت الوجود کا اظہار کرتی ہیں جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ انھوں نے وحدت الشہود کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔

سید نذیر نیازی اپنی مشہور تصنیف" دانائے راز "میں لکھتے ہیں:

"ان حضرات کا زور یا تو ان تعبیرات اور تا ویلات پر ہے جودینی نقطہ نظر سے و حد ۃ الوجود کے حق میں گئیں یا ان سطحی مشابہتوں پر جو بظاہر وجود تصورات بلکہ یوں کہیے کہ باعتبار جذبات و کیفیات محمد اقبال کے بعض اشعار میں نظر آتی ہیں مثلاً بالِ جبریل کا شعر ہے:

تو ہے محیط بے کراں میں ہوں ذرا سی آب جو — یا مجھے ہم کنار کر یا مجھے بے کنار کر

پھر ارمغان حجاز میں ہے یہ رباعیاں

جہاں دل جہاں رنگ و بو نیست — درو پست و بلند وکاخ و کو نیست

زمین و آسمان و چار سو نیست   دریں عالم بجز اللہ ہو نیست
تو اے ناداں دل آگاہ دریاب   بخود مثل نیا گاں راہ دریاب
چناں مومن کند پوشیدہ را فاش   الا موجود الااللہ وریاب

اگر ان ارشادات کا اشارہ وحدۃ الوجود کی طرف ہے بالخصوص جب لا موجود الااللہ قطعی طور پر ایک وجودی تصور ہے اور پھر اس سے پہلے بھی تو انھوں نے کہا تھا۔

وہ ہے حیرت فنزائے چشم معنی ہر نظارے میں
چمک بجلی میں اس کی اضطراب اس کا ہے پارے میں[21]

سید نذیر نیازی اپنی تصنیف" دانائے راز"میں مزید لکھتے ہیں:

"جس سے صریحاً وحدۃ الوجود کا پہلو نکلتا ہے اور جسے مان لیجئے تو اول و آخر وجودی ٹھہرتے ہیں پھر یہ نزاع کیوں کہ شروع میں وجود تھے آگے چل کر وحدۃ الوجود سے انکار کر دیا۔ شروع میں وجودی نہیں تھے آخر میں قائل ہو گئے۔بات یہ ہے کہ وہ جذبات اور کیفیات جن کا اظہار ان اشعار میں ہوا وجود زمین سے مختص نہیں ۔ شہودی ذہن سے بھی ان کا ویسا ہی تعلق ہے۔ مثلاً جب ہم حقیقت مطلقہ کا اطلاق ذات الٰہیہ پر کرتے ہیں تو یوں ہمارا ذہن جس ذات واحد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اسے ایک اور ورالورا مان کر بھی یہ کہنا ممکن ہے کہ باوجود ورائیت ہم اسے ہر شے میں مشہود دیکھتے ہیں اس کی تجلی ہر کہیں نظر آتی ہے کثرت میں وحدت کے اقرار سے کثرت کا انکار لازم نہیں آتا۔" [22]

سید نذیر نیازی" دانائے راز"میں تحریر کرتے ہیں:

"رہا میکش کا یہ کہنا ہے کہ خیالات میں پختگی پیدا ہوئی۔ صوفیا وحدۃ الوجود کا مطالعہ زیادہ ژرف نگاہی سے کیا تو وحدۃ الوجود کے قائل ہو گئے ٹھیک نہیں تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں جو ان کے غور و فکر کا حاصل ہے انھوں نے وحدۃ الوجود کی نفی نہایت سلجھے ہوئے اور مختصر الفاظ میں کردی ہے در اصل تصوف کی بحث میں وہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشھود کے نظریہ سے بہت آگے نکل چکے تھے۔"[23]

سر سید یہ ضرور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی جگہ کوئی سمت متعین نہیں ہے لیکن انھوں نے وحد ت الوجود اوروحدت الشھود کی بحث سے احتراز کیا ہے۔

۲۔۴ نبوت

مولانا جلال الدین رومی حیات و افکار میں تحریر ہے:

"روح کا سلسلہ ترقی اس حد تک پہنچتا ہے کہ روح انسانی اور اس اعلیٰ روح میں اس قدر فرق پیدا ہو جاتا ہے جس قدر روح حیوانی اور انسانی میں لیکن اس درجہ کے مراتب بھی متفاوت ہیں ادنی طبقہ کو ولایت اور انتہائی طبقہ کو نبوت کہتے ہیں۔[24]"

ا۔ علامہ اقبال نے اپنے انگریزی کے خطبات میں بنوت کا تصور پیش کیا ہے۔وہ اس کی تعریف کرتے ہیں کہ:

"یہ شعور ولایت کی وہ شکل ہے جس میں واردات اتحاد اپنے حدود سے تجاوز کر جائیں اور ان قوتوں کی پھر سے رہنمائی یا از سر نو تشکیل کے وسائل ڈھونڈتی ہیں جو حیات اجتماعیہ کی صورت گر ہیں۔[25]"

سر سید احمد خان نبوت کو ملکہ نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ نبوت کو ایک فطری چیز سمجھتے ہیں۔

"نبوت درحقیقت ایک فطری چیز ہے جو انبیاء میں بمقتضائی ان کی فطرت کے مثل دیگر قوائے انسانی کے ہوتی ہے جس انسان میں وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے اس میں وہ قوت ہوتی ہے جس طرح کہ تمام ملکات انسانی اس کی ترکیب و اعضاء دل و دماغ و خلقت کی مناسبت سے علاقہ رکھتے ہیں اسی طرح ملکہ نبوت ہی پر موقوف نہیں ہے۔ ہزاروں قسم کے جو ملکات انسانی ہیں بعض دفعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان میں ازروئے خلقت و فطرت کے ایسا قویٰ ہوتا ہے کہ وہ اسی کا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے لوہار بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے ۔ شاعر بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے ایک طبیب بھی اپنے فن طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جس میں اخلاقی انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضائے اس کی فطرت کے خدا سے نمایاں ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جس طرح کہ اور قوائے انسانی بمناسبت اس کے اعضاء کے قوی ہوتے جاتے ہیں اسی طرح یہ ملکہ بھی قوی ہوتا جاتا ہے اور جب اپنی پوری قوت پر پہنچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور میں آتا ہے جو اس کا مقتضی ہوتا ہے جس کو عرف عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں۔[26]"

۲۔ علامہ اقبال نے نبوت و رسالت پر اپنے خطبات میں تفصیلی بحث کی ہے مگر طویل اقتباس کے بجائے میں حضرت علامہ کی وہ خود توضیح نقل کرتا ہوں جو آپ نے سید نذیر نیازی صاحب کے استفسار پر ان کو بھیجی تھی یہ تحریر نیازی صاحب نے اپنے رسالہ طلوع اسلام میں چھاپی تھی جو وہ اس وقت دہلی سے شائع ہوئی نیزاپنے نام کے خطوط مکتوبات اقبال میں درج کی اور ان سے حاصل کر کے انوار اقبال میں شائع ہو چکی ہے۔

"نبوت کے دو اجزا ہیں:

(۱) خاص حالات و واردات جن کا اعتبار سے نبوت روحانیت کا ایک مقام خاص تصور کی جاتی ہے۔

(۲) ایک Socio Political Institution قائم کرنے کا عمل یا اس کا قیام اس انسٹی ٹیوشن کا قیام گویا ایک نئ اخلاقی فضا کی تخلیق ہے جس میں پرورش پا کر فرد اپنے کمالات تک پہنچتا ہے اور جو فرد اس نظام کا ممبر نہ ہو یا اس سے انکار کرے وہ ان کمالات سے محروم ہو جا تا ہے اس محرومی کو مذہبی اصطلاح میں کفر کہتے ہیں گویا اس دوسرے جزو کے اعتبار سے نبی کا منکر کافر ہے۔

دونوں اجزا موجود ہوں تو نبوت ہے صرف پہلا جزو ہو تو تصوف اسلام میں اس کو نبوت نہیں کہتے اس کا نام ولایت ہے۔[27]"

اقبال سمجھتے ہیں کہ فرد کی خودی کا واسطہ ماحول سے ہوتا ہے پھر اس رابطہ کی ابتدا سے دوسروں کا احساس شروع ہوتا ہے جیسے خودی اور لوگوں یعنی جو جماعت کی صورت میں ہوتے ہیں تعلق پڑتا ہے تو اسے کچھ نقصان بھی ہوتا ہے لیکن مجموعی طور پر اس کو فائدہ ہوتا ہے۔

"نبی کا لفظ یہودیوں میں زیادہ تر مستعمل تھا وہ اس کو لفظ نباہ سے مشتق کرتے تھے جس کے معنی خبر دینے کے ہیں وہ اس بات کے قائل تھے کہ انبیاء مثل نجومیوں کے دنیا کی باتوں میں سے غیب کی بات یا آئندہ ہونے والی باتیں بتا دیتے ہیں شاید اتنا فرق سمجھتے ہوں کہ نجومی ستاروں کے حساب یا شیطانوں کے اسرار بتاتے تھے اور انبیاء ربانی کرشمہ سے۔ پس جو شخص کہ پیشین گوئی نہیں کرتا تھا اس کو نبی یا پیغمبر نہیں کہتے تھے مگر اسلام میں اور مسلمانوں میں یہ خیال نہیں ہے وہ ان سب کو جن پر خدا نے وحی نازل کی ہے نبی جانتے ہیں اور پیغمبر مانتے ہیں۔[28]

سر سید کہتے ہیں کہ نبوت جس کو دینی ہوتی ہے وہ نبی کو شروع سے ہی ملتی ہے خواہ وہ ماں کے پیٹ میں ہی ہو یہ بعد میں ودیعت نہیں کی جاتی ہے بلکہ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔مگر میری سمجھ یہ نہیں ہے میں نبوت کو ایک فطری چیز سمجھتا ہوں نبی گویا اپنی ماں کے پیٹ ہی میں کیوں نہ ہو نبی ہوتا ہے ۔ النبی نبی ولو کان فی بطن امہ جب پیدا ہوتا ہے تو نبی ہی پیدا ہوتا ہے جب مرتا ہے تو نبی ہی مرتا ہے۔[29]"

۳۔ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ نبی اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ پیغمبر ہوتا ہے اس کے ہاں کسی قسم کا وسوسہ یا اندیشہ نہیں ہوتا اس کی تعلیمات اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں نبی افراد کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے اور وہ ان میں باہم ربط پیدا کرتا ہے۔افراد کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے اور ان کے دلوں کو خوف سے پاک کر دیتا ہے اگر کسی قسم کا خوف موجود ہے تو خودی کو

نقصان پہنچتا ہے اس طرح منصب رسالت و نبوت کا مقصد ہی انسانی اجتماع میں یا دنیا میں تعلق واسطہ یا ربطہ پیدا کرنا ہے۔سر سید کا خیال ہے کہ نبی جب پیدا ہوتا ہے تو نبی ہی پیدا ہوتا ہے جب مرتا ہے تو وہ نبی ہی مرتا ہے۔

۴۔ اقبال نبوت کے متعلق ایک واضح تصور رکھتے ہیں کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اورجس کو عطا کی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام عوام الناس تک پہنچاتے ہیں۔

سر سید تحریر کرتے ہیں کہ نبی اپنی ماں کے پیٹ سے ہی نبی ہوتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بعد میں نبی بن جائے

۵۔ اقبال کے نزدیک نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جس کو عطا کی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام کے حامل برگزیدہ نبی اور پیغمبر ہوتے ہیں۔

سر سید کہتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے سر فراز کر دے حالانکہ ایسا نہیں ہے وہ اس کو نہیں مانتے وہ کہتے ہیں کہ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے۔

”یہ ایک دقیق مسئلہ ہے ہم نے جا بجا بیان کیا ہے کہ نبوت بطور ایک ایسے منصب کے نہیں ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ کسی کو کوئی منصب دے دیتا ہے بلکہ نبوت ایک فطری امر ہے اور جس کی فطرت میں خدا نے ملکہ نبوت رکھا ہے وہی نبی ہوتا ہے اور اس بات کو ہم نہیں مانتے کہ سب انسان ایک سے ہوتے ہیں اور ان میں سے جس کو خدا چاہتا ہے نبی اور پیغمبر کر دیتا ہے یہ تحقیق کچھ ہماری پیدا کی ہوئی نہیں ہے بلکہ اس باب میں قدیم سے علماء کی دو رائیں ہیں بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ سب انسان برابر ہیں ان میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے درجہ نبوت دے دیتا ہے اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ نبی از روئے فطرت و خلقت کے نبی ہوتا ہے۔“[30]

مقالات سر سید حصہ سیز دہم سر سید مزید لکھتے ہیں:

”ہمارے نزدیک جو ملکہ نبوت فطرت میں رکھا گیا ہے وہ اپنے وقت معین پر اسی طرح ظہور کرتا ہے جس طرح درخت میں سے پھول پھل اپنے وقت میں اس کے قوی ہو جانے کے بعد پیدا ہوتے ہیں جو بعثت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور امام صاحب کی تقریر کے مطابق با وصف فطرت کے موجود ہونے کے وہ فطرت رسالت دیئے جانے کی محتاج رہتی ہے اسی سبب سے ہم تو کہتے ہیں کہ النبی نبي فی بطن امه اور امام صاحب یوں کہیں گے کہ بعض الانسان قابل للنبوة فی بطن امه اما ان یوتی اولا۔“[31]

۳۔۴ ختم نبوت

ختم نبوت سے مراد ہے ، نبوت کا اختتام، نبوت کا خاتمہ

ختم نبوت، عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جس کا مطلب ہے کہ حضرت محمد "ﷺ خاتم النبیین "ہیں یعنی آپ ؐ اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں نبوت حضور ؐ کی ذات پر ختم کر دی گئی اور آپؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگرکوئی اقرار کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو وہ کاذب جھوٹا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾[32]

(محمدﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پیغمبر ہیں)

آنحضرتﷺ نے احادیث میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ ختم نبوت کا عقیدہ بیان کر دیا ہے ۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے:

(اَنَا خَاتَمَ النَبِیّنَ لَا نَبِی بَعْدِیْ)[33]

(میں آخری نبی ہوںاور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔)

ایک اور حدیث میں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

(رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی)

آپ ﷺ کئی مواقع پر بیان کیا ہے کہ وہ آخری نبی ہے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے:

"میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا"

ایک اور موقع پر ارشاد ہوتا ہے:

"میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین جمیل بنائی مگر ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور خوب پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبین ہوں یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے جسے پر کرنے کے لیے کوئی آئے۔"

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب جیسے کئی جھوٹے مدعیان نبوت کا دعوی لے کر آئے لیکن آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں ان کے خلاف بھر پور کاروائی کی گئی اور ان کو جہنم رسید کیا گیا۔

علامہ اقبال کہتے ہیں:

"معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزا نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کر مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے۔

ایک کامل الہام و وحی کی غلامی قبول کر لینے کے بعد کسی اور الہام و وحی کی غلامی حرام ہے۔ بڑا اچھا سودا ہے کہا ایک کی غلامی ہے باقی سب غلامیوں سے نجات ہو جائے اور لطف یہ کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی غلامی غلامی نہیں بلکہ آزادی ہے کیونکہ ان کی نبوت کے احکام دین فطرت ہیں۔"[34]

ا۔ علامہ اقبال تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بے شمار نبی اور پیغمبر بھیجے اور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری برگزیدہ نبی اور پیغمبر ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی آئے گا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اگر کسی کتاب کا ذکر کرتا ہے تو بھی غلط ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[35]

(آج میں نے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تمھارے لیے دین اسلام پسند کیا۔)

سر سید احمد خان تحریر کرتے ہیں کہ نبوت ایک فطری امر ہے اور جس کی فطرت میں خدانے ملکہ نبوت رکھا ہے وہی نبی ہوتا ہے سر سید اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ سب انسان برابر ہوتے ہیں اور ان میں سے جس کو خدا چاہتا ہے نبی اور پیغمبر کر دیتاہے سر سید عقیدہ ختم نبوت کے متعلق بھی مختلف انداز فکر رکھتے ہیں وہ ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن چشمہ فیض رحمت کو جاری و ساری مانتے ہیں۔

۲۔ علامہ اقبال تحریر کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نبیوں کے سردار اور خاتم الانبیاء ہیں۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

"اسلام بحثیت دین خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن بحثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول ﷺ کی شخصیت کامرہون منت ہے۔"[36]

علامہ اقبال رسول کریم ﷺ کے لیے تحریر کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا ارادہ عالم انسانیت کو جس معراج کمال تک پہنچانے کا تھا اس کا آخری اور کامل و مکمل نمونہ ہمارے نبی اکرم ؐ کی ذات متسودہ صفات میں ہمارے سامنے پیش کر دیا۔"[37]

سر سید ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے رابطہ کبھی ختم نہیں کر سکتا۔

"میں تو جناب رسول خدا ﷺ کو خاتم النبین جانتا ہوں بوجہ ختم نبوت یا رسالت کے اور ایسے خاتم کو تاخر زمانی اور فضیلت دونوں لازم ہیں ۔ ہاں فیض الٰہی کبھی ختم نہیں ہونے کا۔[38]"

۳۔ علامہ اقبال کے نزدیک آنحضرت محمد ﷺ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ خدا کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد نبوت ختم کر دی گئی۔

"ہر نبی و رسول نے ایک ملت و قوم کی تشکیل کی ہے مگر آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رسالت و نبوت کی اور ہی شان ہے کیونکہ آپ ؐ ختم نبوت اور عالمی رسالت کے حامل تھے عقیدہ ختم نبوت کا لازمہ ہے کہ مسلمان متحد رہیں اور اپنے دین کی تجدید پر توجہ دیں یعنی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زندگی کے ماحل کا دل تلاش کرتے رہیں اقبال نےاپنے سات انگریزی خطبات میں سے ایک خطبہ نظام اسلام کی حرکت پذیری کے لیے مخصوص کیا ہے علامہ مرحوم نے اس خطبے میں قرآن مجید ، حدیث و سنت رسول، اجماع اور قیاس، اجتہاد کی مدد سے تجدید دین کے اصول بتائے ہیں اقبال نے رسالت سعدیہ کی مخصوص صورت ختم نبوت کو توحید کے بعد مسلمانوں کے اتحاد کا بہت بڑا موجب قرار دیا ہے۔[39]"

سر سید ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ بھی بات کرتے ہیں کہ اللہ دنیا سے کبھی تعلق ختم نہیں کر سکتا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا سلسلہ جاری رہے گا۔

سرسید نے" مقالات سر سید حصہ سیزدہم، صفحہ ۳۹۳"پر وحی و الہام کے متعلق ایک صاحب کے خیالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"ہمارے اس مضمون کو کٹ ملا پڑھ کر سمجھیں گے کہ ہم نے کفر بکا ہے اور ختم نبوت سے انکار کیا ہے مگر یہ ان کی نادانی ہے جو ختم نبوت کو بمعنی انقطاع فیض مبدء فیاص سمجھتے ہیں ہم ختم نبوت کے قائل ہیں اور پھر چشمہ فیض رحمت فیاص کو جاری مانتے ہیں اور خدا سے انسان کے تعلق کو کبھی منقطع نہیں سمجھتے۔ اور ہم کیا تمام اگلے پچھلے جو ہمہ اوست یا ہمہ از دست کے کہنے والے گزرے ہیں اس غیر منقطع ہونے والے تعلق کو دائم و قائم کہتے چلے آئے ہیں۔ ختم نبوت دوسری چیز ہے اور عدم انقطاع رحمت دوسری چیز۔[40]"

۴۔ علامہ اقبال کے نزدیک حضرت محمد ﷺ نہ صرف آخری نبی ہیں اور ان پر نبوت ختم کر دی گئی اور دین ِ اسلام کو مکمل کر دیا گیا۔علامہ اقبال عقیدہ ختم نبوت کے پر زور حامی تھے انھوں نے اس کا اظہار بھی کیا ہے وہ عقیدہ ختم نبوت کو اسلامی معاشرے کی اساس خیال کرتے ہیں:

لا نبی بعد از احسان خدا است　　پر وہ ناموس دین مصطفیٰ است

ڈاکٹر علامہ اقبال لکھتے ہیں:

"You know that Islam is something more than a creed, it is also a community a nation. The membership of Islam is not determined by birth locality or naturalisation. It consists in the Identity of belief." [41]

ڈاکٹر علامہ اقبال مزید لکھتے ہیں:

"Those who accepted Muhammad's Leadership became part and parcel of the Muslim Community, Irrespective of the fact. Whether they belonged to his own nation or other nation. Formerly they had been sleves of land and race but land and race now became their sleves." [42]

سر سید احمد خاں ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن ختم نبوت اور رابطہ خدا وندی میں فرق کرتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 ۔ سورۃ الاخلاص ۱۱۲:۱

2 ۔ سورۃ الحج ۲۲:۳۱

3 ۔ سورۃ النساء ۴:۴۸)

4 ۔ سورۃ التغابن ۶۴:۳

5 ۔ سورۃ آل عمران ۲:۲۶

6 ۔ سورۃ یونس ۳:۱۰

7 ۔ سورۃ آل عمران ۳:۱۸۹

8 ۔ سورۃ الانعام ۶:۱۱۵

9 ۔ سورۃ المائدہ ۵:۱۸

10 ۔ سورۃ المائدہ ۵:۱۸

11 ۔ سورۃ الرعد ۱۳:۹

12 ۔ سر سید، مقالات سر سید حصہ سیز دہم، مولانا محمد اسماعیل پانی پتی) لاہور : مجلس ترقی ادب)، ص ۳

13 ۔ ایضاً، ص ۴

14 ۔ ایضاً، ص ۴

15 ۔ Sir Muhammad Iqbal، Islam as an Ethicla & Political ideal; edited by Dr.S.Y. Hashing، Islamic Book Service Lahore، 1988، P:57

16 ۔ اقبال ، ضرب کلیم) لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، طبع نہم، ۱۹۷۷ء ص:۱۶

17 ۔ اقبال، کلیات اقبال اردو) لاہور :اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۱ء (ص:۵۴۶

18 ۔ اقبال ، ضرب کلیم، ص:۳۵

19 ۔ Edited by Asloob Ahmad Ansari، Iqbal Essay and Studies، Iqbal's conception of God، Ghalib Academy، New Delhi، 1978، P:112

20 ۔ سر سید 'مقالات سر سید حصہ دہم) لاہور : مجلس ترقی ادب ص:۵

21 ۔ سید نذیر نیازی' دانائے راز' سوانح حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال) لاہور :اقبال اکادمی پاکستان' طبع ثانی ۱۹۸۸ء' ص۳۵۳

22 ۔ ایضاً' ص :۳۵۳۔۳۵۴

23 ۔ ایضاً' ص:۳۵۲

24 ۔ مولانا جلال الدین رومی' مولانا جلال الدین رومی حیات و افکار' مرتبہ محمد اکرام چغتائی' 'لاہور :سنگ میل پبلی کیشنز' ۲۰۰۴ء ص:۸۷

25 ۔ اقبال' تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ' نذیر نیازی سید) لاہور :بزم اقبال ' مئی ۱۹۸۳ء' ص۱۹۰

26 ۔ سر سید 'مقالات سر سید حصہ دہم' مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی) لاہور : مجلس ترقی ادب ،ص:۶۷۔۶۸

27 ۔ محمد طاہر فاروقی' ڈاکٹر' اقبال اور محبت رسول) لاہور :اقبال اکادمی پاکستان' طبع ثانی' ۱۹۸۸ء' ص۱۶

28 ۔ سر سید 'مقالات سر سید حصہ دہم' مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی' ص۶۷

29 ۔ ایضاً' ص:۶۶

30 ۔ ایضاً' ص:۷۳

31 ۔ ایضاً' ص:۷۵

32 ۔ سورۃالاحزاب۳۳: ۴۰

33 ۔ سجستانی' امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن إسحاق 'م۲۷۵ھ' سنن ابی داود 'کِتَاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ' باب ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا' رقم الحدیث ۴۲۵۲

34 ۔ محمد طاہر فاروقی' ڈکٹر' اقبال اور محبت رسول' ص:۱۶

35 ۔ سورۃالمائدہ۵: ۳

36 ۔ مرتبہ محمد حیات خاں سیال، شمیم حیات سیال' تجلیات اقبال، فرمودات اقبال'نذر سنز ' ستمبر ۱۹۷۷ء (ص:۴۸

37 ۔ ایضاً' ص:۴۸

38 ۔ مرتب و مدون' ضیا الدین لاہوری' خود نوشت افکار سر سید) لاہور :جمعتہ پبلی کیشنز متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول وحت روڈ' نومبر ۲۰۰۴ء (ص :۶۱۔۶۲

39 ۔ محمد ریاض' ڈاکٹر' افادات اقبال) لاہور :مقبول اکیڈمی' سن ندارد (ص:۱۸

40 ۔ سر سید ،مقالات سر سید حصہ دہم، مرتبہ مولانا محمد اسماعیل پانی پتی) لاہور : مجلس ترقی ادب، ص: ۳۹۳

41 ۔ Sir Muhammad Iqbal، Islam as an Ethicla & Political ideal; edited by Dr.S.Y. Hashing، Islamic Book Service Lahore، 1988، P:101

42 Rashid Malik، Iqbal the Spirtual father of Pakistan، Lahore Sang-e-Meel Publications. 2003، P:36.